قیامت کی نشانیاں:

علمائے سلف کو چھوڑ کر بونوں سے علم لیا جانا

حامد کمال الدین

فرقے

جیسا کہ اِن احادیث و آثار کے سیاق سے ظاہر ہے، یہاں علم لینے سے مراد کسی سے 'پڑھ لینا' نہیں بلکہ "دین کا فہم لینا" ہے۔ 'جدت پسند' سے ہماری مراد وہ تمام افکار ہیں جو اِس دورِ استشراق میں دین کا فہم، بلکہ فہمِ دین کے اصول ہی، علمائے سلف کی بجائے اپنی اقوُل سے لیتے اور اسی کو مستند جانتے ہیں۔

عن أبی أمیة اللخمی (الجمحی)، أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: **"إن من أشراط الساعة ثلاثة، إحداهن: أن يُلتمَس العلمُ عند الأصاغر"**۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث رقم: ۱۷۵۳۶، الزہد والرقائق لابن المبارک رقم: ۶۱۔ قال الألبانی صحیح۔ انظر السلسلة الصحیحة ج ۲ رقم الحدیث ۶۹۵)

ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **قیامت کی نشانیوں میں سے تین ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ: علم بونوں کے ہاں ڈھونڈا جائے گا۔**[1]

---

[1] ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کے تحت، قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال لاتے ہیں:

وذكر أبو عبيد فی تأويل هذا الخبر عن ابن المبارك أنه كان يذهب بالأصاغر إلىٰ أهل البدع ولا يذهب إلى السِّنِّ۔ قال أبو عبيد: وهذا وجه۔ قال أبو عبيد: والذی أریٰ أنا فی الأصاغر أن يؤخذ العلم عمن كان بعد أصحاب رسول اللہ

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، قال: "**لا يزال الناس بخير ما أتاهم العلم من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال، ومن أكابرهم، فإذا جاءهم العلم من قِبَلِ أصاغرہم فذلک حین هلكوا**"۔ (المعجم الکبیر للطبرانی الأثر رقم: ۸۵۱۱، کتاب الزہد والرقائق لابن المبارک، الأثر رقم: ۸۰۲، جامع بیان العلم ۱: ۶۱۷)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا[2]:

"لوگ خیر خیریت سے رہیں گے جب تک علم اُن کو اصحابِ رسول اللہؐ سے پہنچتا رہے گا، اور ان کے بڑوں سے پہنچتا رہے گا۔ ہاں پھر جب ان کو علم اُن کے بونوں کے پاس سے آنے لگے گا تو یہ وہ وقت ہو گا جب وہ ہلاک ہوں گے"۔

کان عمرُ یقول: إنَّ أصدق القیلِ قیلُ الله۔ ألا وإن أحسن الهدیِ هدیُ محمدٍ صلى الله علیه وسلم قال۔ وشر الأمور محدثاتها، وکل محدثة ضلالة۔ ألا وإن الناس بخیرٍ ما أخذوا العلم عن أکابرهم، ولم یقم الصغیر على الکبیر، فإذا قام الصغیر على الکبیر فقد"۔ (شرح

ﷺ، فذاک أخذ العلم عن الأصاغر۔ (جامع بیان العلم۔ ج ا ص ۶۱۲۔ الأثر قم: ۱۰۵۲)

ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ابن المبارک اس طرف گئے ہیں کہ اس میں "اصاغر" سے مراد ہیں اہل بدعات، اور یہ کہ اس کا تعلق کسی کی عمر سے سے نہیں۔ ابو عبید کہتے ہیں: یہ اس کا ایک مطلب ہے۔ ابو عبید نے کہا: اور جو میری رائے ہے وہ یہ کہ اصاغر سے مراد ہے دین کا علم و فہم اُن لوگوں سے لیا جائے گا جو اصحابِ رسول اللہؐ کے بعد ہیں۔ تو یہ ہوا اصاغر (بونوں) سے علم لینا۔

[2] اس اثر میں ابن مسعود اور اس سے اگلے اثر میں عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔ تاہم محدثین کے ہاں اصول یہ ہے کہ وہ بات جو ایک صحابی مستقبل کی پیشین گوئی کے سیاق میں بیان کرے وہ مرفوع کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ غیب کی بابت صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر کوئی بات نہیں کرتا۔

أصول الاعتقاد للالكائی ۱: ۸۴، الأثر رقم ۸۸۔ وذکر جزءاً منه فی جامع بیان العلم ۱: ۶۱۵ الأثر رقم: ۱۰۵۴)

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

سب سے اچھا کلام اللہ کا قول ہے۔ سب سے اچھا نمونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے۔ سب سے بری چیز وہ ہے جو دین کے اندر نئی نکال لی گئی ہو، اور ہر نئی نکال لی گئی بات گمراہی ہے۔ خبردار! لوگ خیر سے رہیں گے جب تک کہ وہ علم اپنے بڑوں سے ہی لیں، اور جب تک یوں نہ ہونے لگے کہ چھوٹا، بڑے کے اوپر بڑا بنے۔ ہاں جب چھوٹا، بڑے پر بڑا بننے لگا، تو تب وہ وقت ہو گا کہ..

اس معنیٰ کے کئی دیگر آثار نقل کرنے کے بعد... آخر میں جا کر ابن عبد البر رحمہ اللہ علیہ ایک تقریر دیتے ہیں، گو اس میں بھی ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کچھ آثارِ سلف کی جانب ہی اشارہ کرتے ہیں:

وقال آخرون: **معنیٰ حدیث ابن عمر وابن مسعود فی ذلک أن العلم إذا لم یکن عن الصحابة کما جاء فی حدیث ابن مسعود، ولا کان له أصل فی القرآن والسنة والإجماع، فهو علم یهلک به صاحبه، ولا یکون حامله إماما ولا أمینا ولا مرضیا کما قال ابن مسعود، وإلیٰ هذا نزع أبو** عبید رحمه الله۔ (جامع بیان العلم۔ ج ۱ ص۶۱۸۔ الأثر رقم: ۱۰۵۶)

دیگر بزرگانِ سلف رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے کہ:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مفہوم اس سلسلہ میں یہ ہے کہ علم اگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے چلتا ہوا نہ آیا ہو، جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے، اور نہ اس کا کوئی اصل قرآن میں ہو اور نہ سنت میں اور نہ اجماع میں تو وہ ایک ایسا علم ہو گا جو آدمی کو برباد کروادے۔ ایسے علم کا حامل نہ امام ہو گا، نہ امانت کا محل، اور نہ قابل اطمینان، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اور اسی معنیٰ کی جانب امام ابو

عبید (قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ) کا میلان ہے۔

*****

خیر القرون کے تمام ائمۂ علم کو دیکھیں (جن میں ائمۂ اربعہ بھی آتے ہیں)... تو ان کے یہاں آپ کو یہ بات ایک دستور کی طرح نظر آئے گی کہ۔ فہمِ دین و تفسیرِ نصوص کے معاملہ میں۔ ''صحابہ کے اقوال کی اتباع لازم ہے''۔[3] دورِ اول کے ائمۂ علم کا یہ دستور جاننے کے لیے آپ ہماری کتاب کی مذکورہ فصل سے رجوع فرما سکتے ہیں۔

یعنی یہ محض کسی ایک آدھ امام کی رائے نہیں، بو حنیفہؒ و شافعیؒ سمیت سب کا دستور ہے۔ اس دستور کو 'چیلنج' کرنے والے تو پیدا ہی بہت بعد میں جا کر ہوئے۔ جو علم کی اساس ہی اور فہم کے مبادی ہی اپنی 'اقوال' سے جاری کر کے امت کو دینے لگے۔

وہ دور (خیر القرون) جس سے ___ صحابہؓ کے علمی اتباع کو لازم ٹھہرانے کے حوالے سے ___ ایسے ڈھیروں آثار اور نقولات ملتے ہیں.. یہاں تک کہ اُس دور کا کوئی بھی امام، علمائے صحابہؓ کے علمی مقررات سے ہٹ کر اور اقوالِ صحابہؓ سے نکل کر اپنی مصنوعات سامنے لانے کا روادار ہی نظر نہیں آتا، (اور اگر کسی نے یہ بدعتی کام کیا تو وہ خوارج و روافض و معتزلہ وغیرہ ہوئے، جن کو خیر القرون کے اُس معاشرے سے صبح شام سننے کو کچھ ملتا تو وہ ضلالت اور بربادی کی وعیدیں ہوتیں)..

نہایت ضروری ہے کہ اُس دور کی اُن اشیاء کا جو اُس کے یہاں مسلمات کی حیثیت کر گئی تھیں صحیح صحیح مول لگایا جائے۔ ایک نہایت عظیم بات کو محض ایک جملے میں اڑا دینے کا اسلوب تباہ کن ہے۔

---

[3] خیال رہے یہاں بات 'قولِ صحابی' کی نہیں ہو رہی، جو کہ خود ائمۂ سنت کے مابین مختلف فیہ ہے۔ بلکہ بات یہاں بطورِ جنس 'اقوالِ صحابہ' کی ہو رہی ہے جس کا اتباع تمام ائمۂ سنت کے ہاں ضروری ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: کتاب کی فصل ''صحابہؓ کا اتباع اہلسنت کے سب مذاہب کے نزدیک واجب ہے''۔

ویسے ہم صحابہ کی عزت بڑی کرتے ہیں۔ بو حنیفہ و شافعی کا بھی احترام بہت ہے۔ مگر مقرراتِ سلف کی اتباع کو واجب ٹھہرانے والے آثارِ شافعیؒ کو ہم ایک جانب لڑھکا دیں گے، آثارِ بو حنیفہؒ کو کسی دوسری جانب، آثارِ مالکؒ کی کسی اور طرح توجیہ کر لیں گے اور احمدؒ و اوزاعیؒ و بخاریؒ وغیرہ کے آثار سے کسی اور طرح جان چھڑا لی جائے گی اور زیادہ ہی ہوا تو فہمِ صحابہؓ کی اِس غیر معمولی تعظیم کی بابت اِن ائمۂ علم کے لیے کوئی 'عذر' تلاش کیا جائے گا کہ صاحب وہ تو کوئی دور ہی ایسا تھا کہ سب لوگ ایک سی ہی 'غلطی' کرتے چلے آئے ہیں اور اُن پر تو اقوالِ ابو بکرؓ و عمرؓ و ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ وغیرہ کی دھاک ہی کچھ غیر ضروری طور پر بیٹھی رہی ہے... بس ہم آئے ہیں تو اَب کہیں جا کر بو حنیفہؒ و شافعیؒ کے اُن نسل در نسل چلے آنے والے (تعظیمِ صحابہؓ پر مبنی) دستوروں کی اصلاح ہونے لگی ہے!

ردِ تقلید کے مومنٹم سے زور پکڑنے والا یہ آزادی پسند رویہ جو کئی ایک عوامل کے تحت اب تیزی کے ساتھ مقبولیت پانے لگا ہے... شدید حد تک باعث تشویش ہے۔

کچھ اور نہیں تو اِس ایک ہی بات کو مد نظر رکھ لیا جائے کہ: آپ کا یہ دور جس میں کھڑے ہو کر آپ کو ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ، اوزاعیؒ، ثوریؒ، بخاریؒ وغیرہ کے یہ متفقہ مقررات 'غلط' نظر آتے ہیں، آپ کا یہ دور جس میں کھڑے ہو کر آثارِ صحابہ کی اتباع کا لزوم آپ کو فرسودہ نظر آتا ہے... جہالت اور علمی بوناپن کا دور ہے (ابھی اس کے ساتھ ہم اھواء اور بغی اور بیرونی اثرات __ خصوصاً استشراقی اثرات جو کہ ہوا میں پھیلے ہوئے وبائی خصائص کی سی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ سے آپ نفس میں اترتے ہیں __ کا ذکر نہیں کر رہے)۔ اور یہ کہ جس دور کے علمی مقررات آج جا کر آپ کو 'غلط' اور 'فرسودہ' نظر آنے لگے ہیں وہ علم اور ہدایت کا تابناک ترین دور ہے!

(اِس موضوع کو تفصیل میں پڑھنے کے لیے ہماری کتاب ''فہمِ دین کا مصدر'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے)۔